رجم کی شرعی حیثیت

☆......☆ حافظ عبدالعزیز بٹ جامعہ سلفیہ فیصل آباد ☆......☆

موجودہ دور فکری ونظری اعتبار سے اہل اسلام کے لیے انتہائی پریشانی کن دور ہے آئے دن نت نئے فتنے اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ احکام شریعت کے انکار واستخفاف کے شعلوں کو ہوائیں دے کر سادہ لوح مسلمانوں کے قلوب واذہان میں شکوک وشبھات کے بیج بونے میں مصروف عمل ہیں خیر خواہی کا لبادہ اوڑھے یہ نام نہاد اہل علم جہاں اپنی ہر فکر کو حرف حقیقت سمجھتے ہوئے تمام مشکلات کا حل قرار دیتے ہیں وہیں اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کو علم سے کورے اور عمل سے بے بہرہ قرار دے کر طنز واستھزاء کا نشانہ بنا کر اپنے گمراہ کن نظریات کو زبردستی لوگوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں ''لا للاسلام نصروا ولا للکفر کسروا'' کے مصداق یہ حضرات بسا اوقات جذبات کا سہارا لے کر ایسی بات کہہ جاتے ہیں جو شریعت مطہرۃ اور اجماع امت کے یکسر مخالف ہوتی ہے۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ ''سنگساری'' ہے۔

تاریخ اسلامی میں خوارج اور معتزلہ کے سوا کسی نے اس مسئلہ سے اختلاف نہیں کیا مگر موجودہ دور کے مستغربین نے انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی شوخ چشمی کی ہے کہ انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے:

تم سلامت رہو کس شوق سے اٹھی لاش ہماری
تم نہ آتے تو نہ یہ رونق نہ یہ سامان ہوتا

کچھ عرصہ قبل وطن عزیز کے نامور کالم نگار جناب جاوید چودھری صاحب نے بھی اس موضوع پر طبع آزمائی کی اور اپنے مخصوص انداز تحریر سے اس مسئلہ پہ روشنی ڈالتے ہوئے اہل علم سے کچھ سوالات کیے اور نہایت دردمندی سے ان کا جواب طلب کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کیا کہ اگر معقول جواب دیے گئے تو چودھری صاحب ان جوابات کو اپنے کالم میں شائع کریں گے۔ فقیر نے فی الفور اس کا جواب لکھا اور ان کی ہدایات کے مطابق (E-MAIL) کردیا مگر میرا یا کسی اور کا جواب شائع کرنے کی بجائے حضرت چودھری صاحب نے سکوت اختیار فرمالیا اور دیگر موضوعات پہ طبع آزمائی شروع کردی۔

زیر نظر مضمون ان ہی سوالات کا جواب ہے جو الفاظ میں معمولی حک واضافہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں حق سچ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

س:۔کیا قرآن مجید نے کسی جگہ زنا کاروں کو سنگسار کرنے کا حکم صادر کیا؟ اگر ہاں تو وہ آیات کہاں ہیں؟

ج:۔جنابِ من میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کے حل کے لیے صرف قرآن مجید پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اگر قرآن سے رہنمائی نہ ملے یا حکمِ قرآن مجمل ہو تو صحیح حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تفصیل میں جائے بغیر صرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد تین ابتدائی مسائل یعنی (1: خلیفہ قریش سے ہوگا 2: آپ کی تدفین اسی جگہ ہوگی جہاں آپ کی وفات ہوئی 3: اور انبیاء کی میراث اولاد میں تقسیم کی بجائے صدقہ کی جاتی ہے) کا حل از روئے وحی خفی یعنی حدیث سے ہی کیا گیا اور کسی نے نہ کہا کہ قرآن کی آیت لائی جائے اس لیے حضور کی یہ بات کہ قرآن مجید نے کسی جگہ زنا کاروں کے سنگساری کرنے کا حکم صادر کیا؟ فقیر کے لیے انتہائی حیرت کا باعث ہے پھر رہا یہ مسئلہ کہ: اگر ہاں تو وہ آیات کہاں ہیں؟ تو عرض ہے کہ قرآن مجید میں یہ آیت موجود تھی جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے مگر اس کا حکم اب بھی باقی ہے اور باقی رہے گا۔

مؤطا امام مالک میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عمر فاروق نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ نے محمد کریم ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اور آپ پر کتاب نازل فرمائی تو جو آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی تھی ہم نے اس کو پڑھا اور یاد بھی کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا مجھے ڈر ہے کہ بہت زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہمیں تو اللہ کی کتاب میں آیت رجم نہیں ملتی تو وہ ایسے فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ جو بھی زنا کرے تو اس کا رجم کرنا اللہ کی کتاب سے ثابت ہے بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو چاہے مرد ہو یا عورت ہاں دلیل ہو یا حمل واضح ہو یا پھر اعتراف۔

یہ روایت مؤطا امام مالک کے علاوہ صحیح بخاری (حدیث نمبر 6829) اور صحیح مسلم (حدیث نمبر 1691) میں بھی موجود ہے۔

مسند احمد میں مزید اضافہ ہے جو انتہائی قابل غور ہے۔ جس میں عمر فاروق فرماتے ہیں:

اگر مجھے خدشہ نہ ہوتا کہ کوئی کہنے والا یہ کہنا شروع کر دے گا کہ عمر نے کتاب اللہ میں وہ اضافہ کر دیا ہے جو اس میں نہیں تھا تو میں اس (آیت) کو ویسے ہی لکھتا جیسے وہ نازل ہوئی تھی (مسند احمد جلد 1 صفحہ نمبر 29)

اب وہ آیت ملاحظہ ہو جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے: (**والشیخ والشیخة فارجموھا البتة**) (تفسیر ابن کثیر جلد 6 صفحہ نمبر 7)

ترجمہ: اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت (اگر زنا کریں تو) انہیں ضرور سنگسار کرو۔

امام ابن کثیرؒ اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

یہ سب روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ رجم والی آیت پہلے (قرآن میں) لکھی ہوئی تھی گو اس کی تلاوت منسوخ ہوئی مگر اس کا حکم باقی رہا اور اس پر عمل بھی ہوتا رہا (تفسیر ابن کثیر جلد 6 صفحہ نمبر 7)

امام شوکانی فرماتے ہیں:

متواتر سنتِ صحیحہ اور اہل علم کے اجماع کے مطابق شادی شدہ زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے بلکہ قرآن کی اس آیت کی رو سے بھی جس کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر اس کا حکم باقی ہے (فتح القدیر جلد 4 صفحہ نمبر 7)

امام ابن قدامہ حنبلی رجم کی سزا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

صحابہ کرام' تابعین عظام اور ان کے علاوہ دنیا بھر کے تمام علماء کرام کا ہر دور میں یہی فتویٰ ہے نیز ہمیں اس مسئلے میں خوارج کے علاوہ کوئی بھی مخالف نہیں ملتا۔ (المغنی جلد 8/صفحہ 157)

س 2: آپ فرماتے ہیں: کیا حیات طیبہ میں ان دو واقعات کے علاوہ کوئی تیسرا واقعہ موجود ہے؟ اگر واقعہ پیش آیا تو پھر مجرم کو کیا سزا دی گئی...... کیا نبی اکرم ﷺ کے دور میں شکایت' گواہی اور تفتیش کی بنیاد پر بھی کسی کو سنگسار کیا گیا؟

ج: جنابِ من نبی اکرم ﷺ کے عھد مسعود میں ان دو واقعات کے علاوہ اک تیسرا واقعہ بھی ملتا ہے جس میں نہ صرف شکایت کی گئی بلکہ حضور اکرم ﷺ نے شکایت کے بعد تفتیش کے لیے اک صحابی کو بھی روانہ کیا اور جب بعد از تفتیش جرم کا اقرار ہوا تو ملزمہ کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس ضمن میں موجود روایت ملاحظہ کریں:

ابو ھریرۃؓ اور زید بن خالدؓ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں تو ان کا فریق جو کہ کچھ زیادہ سمجھدار لگ رہا تھا وہ کھڑا ہو کے بولا: اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کیجئے اور مجھے بولنے کی اجازت مرحمت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! اس نے کہا میرا یہ بیٹا اس آدمی کے ہاں ملازم تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو میں نے اس کی طرف سے بطور فدیہ سو بکریاں اور ایک غلام دے دیا پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک برس کی جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کے مابین اللہ کی کتاب

کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا سو بکریاں اور غلام (تمہیں) واپس (ملے گا) اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک برس کی جلاوطنی ہے انیس تم کل اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کر دینا انیس اگلے روز اس عورت کے پاس گئے تو اس نے اعتراف کر لیا لہذا اس عورت کو رجم کر دیا گیا. (صحیح بخاری حدیث نمبر 6827)

آپ اس میں خود ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس واقعہ میں پہلے شکایت کی گئی پھر آپ ﷺ نے تفتیش کے لیے جناب انیس کو روانہ فرمایا پھر جب ان کی تفتیش کے بعد مذکورہ صحابیہ نے اعتراف جرم کیا تو انہیں رجم کر دیا گیا.

س3: آپ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا دور آیا' کیا خلفائے راشدین نے کسی کو پتھر مروائے؟...... حضرت عمر کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی نے کیا سزا تجویز کی؟ کیا ان ادوار میں مجرموں کو پتھر مارے گئے' اگر ہاں تو کیا پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی رضامندی حاصل تھی؟

ج: میں عرض کرتا ہوں کہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی سنگساری کے واقعات پیش آئے اور انہوں نے شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا سنگساری ہی تجویز کی اور انہیں پتھر بھی مروائے نیز پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی مکمل رضامندی اور تائید حاصل تھی.

ان واقعات میں سے تین پیش خدمت ہیں پہلا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوسرا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جبکہ تیسرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہے.

(1) ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب شام میں تھے تو ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی کو اس عورت کی طرف تفتیش کے لیے روانہ کیا ابو واقد لیثی جب اس عورت کے پاس گئے تو وہ عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی ابو واقد نے اسے بتایا کہ تمہارے شوہر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ شکایت کی ہے اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ اسے مجرد اس کے خاوند کے کہنے پہ سزا نہیں ہو سکتی ہے تو اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار یہ کہتے ہوئے کیا (واللہ لا اجمع فاحشۃ ولا کذبا) ترجمہ: اللہ کی قسم میں جھوٹ اور فحاشی کو اکٹھا نہ کروں گی، تو عمر فاروق نے حکم نامہ جاری کیا لہذا اس عورت کو رجم کر دیا گیا. (مؤطا مالک 384/2)

(2) امام ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دونوں نے رجم کیا (المغنی جلد 8 صفحہ 160)

(3) اب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قصہ ملاحظہ کیجئے (میں بالاختصار درج کر رہا ہوں)

امام شعبی سے مروی ہے کہ شراحہ نامی عورت کو (اعتراف کے بعد پہلے) جمعرات کے دن کوڑے مارے گئے اور جمعہ کے دن اسے رجم کیا گیا.

علی مرتضیٰؓ کے حکم سے اس عورت کے لیے بازار میں اک گھڑا کھودا گیا...... پھر علی مرتضیٰؓ نے فرمایا: اے لوگو! سب سے پہلے زانی کو پتھر مارنے کا حق حکمران کا ہے...... پھر علی مرتضیٰؓ نے اللہ اکبر کہہ کر اس عورت کو پتھر مارا پھر پہلی صف والوں کو حکم دیا تو انہوں نے پتھر برسائے پھر انہیں کہا تم چلے جاؤ پھر سب نے باری باری پتھر مارے حتیٰ کو وہ عورت مرگئی (مصنف عبدالرزاق جلد 7 صفحہ نمبر 326)

دیکھئے آپ کے سوال کا کس قدر تسلی بخش جواب ہے جناب علی مرتضیٰؓ نے نہ صرف حکم جاری کیا بلکہ خود پتھر مار کر سنگساری کی ابتداء کی ہے.

مزید برآں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سیدنا علی صرف رجم پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دوہری سزا یعنی کوڑے + رجم کے قائل و فاعل ہیں. نیز یہ روایت ''الاوسط'' مسند ابی یعلیٰ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی مذکور ہے. (نیز مؤطا مالک جلد 2 صفحہ 385)

س 4: آپ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے منسوب سزا کے اوپر بیان کردہ واقعات وقوع پذیر ہوئے یہ واقعات سورۃ النور کے نزول سے پہلے کے واقعات ہیں یا سورۃ النور کی ان آیات کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے جن کے ذریعے اللہ تعالی نے زنا کی حد طے فرمائی اگر یہ دونوں واقعات آیات کے نزول سے پہلے کے ہیں تو کیا پھر رجم درست ہے؟

ج: اس سوال کا جواب بھی بدلائل حاضر خدمت ہے:

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ فرماتے ہیں: رجم کے واقعات سورہ نور کے نزول کے بعد کے ہیں:

1: غامدیہ عورت کا رجم ہوا. سیدنا خالد بن ولیدؓ نے اسے پتھر مارا جس سے خون کے چند چھینٹے سیدنا خالد بن ولید پر پڑ گئے تو آپ نے اس عورت کو برا بھلا کہا اس پر آپ ﷺ نے سیدنا خالد کو سخت تنبیہ کی اور سیدنا خالد صلح حدیبیہ اور فتح مکہ (۸ھ) کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے تھے. صلح حدیبیہ سے واپسی پر سورہ فتح نازل ہوئی جس کا ترتیب نزول کے لحاظ سے نمبر (۱۱۱) ہے جبکہ سورہ نور کا نمبر (۱۰۲) ہے لہذا غامدیہ عورت والا واقعہ سورہ نور کے نزول سے بہت بعد کا ہے.

2: عسیف یا مزدور لڑکے کے مقدمے کی پیشی کے وقت ابوھریرہ خود وہاں موجود تھے اور وہ خود ہی اس روایت کے راوی بھی ہیں اور فرماتے ہیں (کنا عند النبی ﷺ) اور اس واقعہ میں اس مزدور کی مالکہ کو رجم کیا گیا. اور سیدنا ابوھریرہؓ جنگ خیبر (۷ھ) کے موقع پر آپ کے پاس حاضر ہو کر ایمان لائے جبکہ سورہ نور اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی.

3: یہودی اور یہودن کے رجم کے وقت سیدنا عبداللہ بن ابی الحارث وہاں موجود تھے. وہ خود کہتے ہیں کہ آپ

ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ان دونوں کو رجم کیا جبکہ آپ اپنے دادا کے ساتھ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے.(تیسیر القرآن جلد 4 ،صفحہ نمبر 230)

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر رجم کے واقعات سورہ نور کے پہلے کے ہوتے تو اس کا سب سے زیادہ علم صحابہ کرامؓ کو ہونا چاہیے تھا لیکن آپ کی زندگی کے آخری ادوار میں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس حد رجم پر عمل درآمد ہوتا رہا حضرت عمر نے خطبہ دیا تو بھی مجمع میں سے کسی نے حضرت عمرؓ کے بیان پر اعتراض نہیں کیا حالانکہ اس وقت صحابہ کرام کی تعداد بکثرت موجود تھی.(آئینہ پرویزیت صفحہ نمبر 450)

س5: آپ فرماتے ہیں: اور آخری سوال: مجرموں کو سزا دینا ریاست کا کام ہے یا پھر یہ فریضہ عام لوگ بھی سر انجام دے سکتے ہیں؟ اگر یہ ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے تو پھر لورالائی میں مرد اور خاتون کو سنگسار کرنے والے لوگ کون ہیں؟

اس سوال کا جواب میں ٹکڑوں میں دینا مناسب سمجھتا ہوں:

أ: مجرموں کو سزا دینا ریاست کا کام ہے یا پھر یہ فریضہ عام لوگ بھی سر انجام دے سکتے ہیں؟

ج: اہل علم کا اس بارے میں یہی مؤقف ہے کہ مجرموں کو سزا دینا حکمران کی ذمہ داری ہے یا پھر جس کو حکمران اپنا نائب مقرر کردے اسے بھی سزا دینے کا اختیار ہے. گزشتہ دلائل سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کسی بھی واقعے میں لوگوں نے بذات خود سزا نہیں دی بلکہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا پھر آپ ﷺ کسی کی ڈیوٹی لگا دیا کرتے تھے.

میں فقہی کتب میں سے صرف تین حوالے پیش کرتا ہوں:

ا: مشہور حنبلی عالم امام شمس الدین المقدسی فرماتے ہیں:(تحرم اقامة الحد الا الامام أو نائبه) (کتاب الفروع جلد نمبر ۱ صفحہ 29)

ترجمہ: امام یا اس کے مقرر کردہ نمائندے کے سوا ہر ایک پر حد نافذ کرنا حرام ہے.

2: سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی سے سوال کیا گیا:

شریعت اسلامیہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس پر حد نافذ ہوتی ہو مثلاً زنا کرے لیکن گورنمنٹ کا قانون ایسے مجرموں سے شریعت کے مطابق معاملہ نہیں کرتا تو کیا ہم بذات خود اس شخص پر حد نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر گورنمنٹ کو اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ ہمیں سزا دے گی؟

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا جواب ملاحظہ ہو:

آپ لوگوں کا اس آدمی پر حد نافذ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حد جاری کرنا حکمران یا اس کے مقرر کردہ نمائندے کا کام ہے (سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی جلد 22 صفحہ 8)

3: تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ حد صرف امام یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ہی نافذ کر سکتا ہے۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ جلد 17 صفحہ 144)

ب: آپ فرماتے ہیں: اگر یہ ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے پھر لورالائی میں مرد اور خواتین کو سنگسار کرنے والے لوگ کون ہیں؟

ج: اس ضمن میں میری کچھ گزارشات ہیں:

اول تو حکومت شریعت اسلامیہ کا نفاذ کرتے ہوئے ان بے ہودہ جرائم کی روک تھام کے لیے قرار واقعی سزائیں دے پھر آپ خود مشاہدہ کریں گے کہ دو تین مرتبہ مجرموں کو سزا ملتے ہی یہ معاشرہ اس فحاشی و عریانی سے پاک صاف ہو جائے گا اور کسی کو کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوگی پھر یہ بھی ہے کہ اس واقعہ کی اچھی طرح تصدیق کر لی جائے ایسا نہ ہو یہ واقعہ بھی کوڑے والے واقعہ کی طرح جعلی نکلے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ سنگسار کرنے والے کون لوگ ہیں؟ تو اصحاب جرائد اور ذمہ داران کو چاہیے کہ ان لوگوں کو سامنے لا کر انہیں اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنے اس فعل کی وضاحت کریں نیز مفتی صاحب اور ان کے علمی حدود اربعہ کا جائزہ لیا جائے کہ آیا وہ اس قسم کا فتویٰ دینے یا مسند فتویٰ پہ تخت نشین ہونے کے اہل بھی ہیں یا نہیں نیز ایسے فقیہ صاحب کی ناخوش اندیشی کا الزام سب پر نہ دھرا جائے بلکہ میری تو گزارش یہ ہے کہ آپ (کل تک) میں پختہ اہل علم حضرات کو بلا کر اس موضوع پر بحث کیجئے یا تمام مسالک کے مفتیان کرام سے استفتاء کے ذریعے اس مسئلے کا مثبت حل دریافت کریں۔

آخر میں یہی عرض کروں گا کہ میں کوئی عالم یا مفتی، مؤرخ و سیرت نگار تو نہیں مگر دین کا طالب علم ہونے کے ناطے آپ حکم کے موجب قلم گناہگار کو جنبش دی ہے آپ کی منصف مزاج طبیعت سے بڑی خوش گوار امید وابستہ ہے کہ آپ ان گزارشات کو پڑھ کر مسئلہ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

اس موضوع پر اس کے علاوہ بھی بے شمار دلائل موجود ہیں میں نے اختصار کے پیش نظر چند ایک کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ حق سچ کہنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔